موجودہ فرقوں کے اسباب اور ان کا علاج

حقیقی اسلام

مختلف مکاتب فکر و مذاہب فقہ کا تجزیہ

طبع سوم مع اضافہ و تحقیق

مرتبہ

میاں محمد نوشہروی

شائع کردہ

ادارہ عروج اسلام ۔ راوی پارک لاہور

۳ر

حقیقی اِسلام

طبع سوم

مختلف مکاتبِ فکر و مذاہبِ فقہیہ کا تجزیہ

مع اضافہ و تحقیق

مُرتّبہ

میاں محمد نوشہروی

شائع کردہ

ادارہ عروجِ اسلام ۔ راوی پارک لاہور

قیمت: چھ آنے

عنوانات

لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور

حقیقی اسلام

طبع سوم

مختلف مکاتب فکر و مذاہب فقہہ کا تجزیہ

مع اضافہ و تحقیق

مرتبہ

میاں محمد نوشہروی

شائع کردہ

ادارہ عروجِ اسلام۔ راوی پارک لاہور

قیمت: چھ آنے

ماہنامہ

عروجِ اسلام

لاہور

(سالانہ چندہ پانچ روپے)

نوٹ:- پانچ خریدار بنانے والے کو مفت:-

"یتیم پوتے کا مسئلہ" ۴ر

"منصب نبوت" ۴ر

(رسالہ ترجمان القرآن کے منصب رسالت نمبر پر بے لاگ تبصرہ)

خط وکتابت کا پتہ

ادارہ عروجِ اسلام ۳۵ راوی پارک

لاہور

(لاہور آرٹ پریس لاہور)

۷۸۶

ایک درسگاہ کا قیام

وقت کا سب سے بڑا مسئلہ

ہماری دینی درسگاہوں میں تعلیم کی بڑی بڑی تین قسمیں ہیں - ناظرہ قرآن - حفظ قرآن اور عام دینی تعلیم - ان سب میں عموماً دوسروں کے خرچ پر گذر کرنے والے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں - انگریزی سکولوں کے مقابلہ میں ان کے مہتمم ٹخنوں تک پانی میں چپو چلاتے نظر آتے ہیں - انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ سوسائٹی کا وہ سب سے زیادہ کارآمد عنصر جو انگریزی مدارس میں اپنی دولت اور عمر لٹا کر محض بابو بن سکتا ہے - اس کی خدمات سے اسلام اور قوم کو کیسے فائدہ پہنچایا جائے - قرآنی مدرسوں میں قرآن حفظ یا ناظرہ پڑھا دیا جاتا ہے - قرآن کا ترجمہ بلکہ نماز کا ترجمہ تک نہیں پڑھایا جاتا - ادھر نئے ذہن کے افراد فرقہ دارانہ

فضا سے مغلوب ہو کر سلامتی اسی میں دیکھتے ہیں کہ قرآن اور دینیات کے مسائل سے دور رہیں۔ یہ ان کی بنیادی خامی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ قرآن پڑھنے والے بچوں کو عالم فاضل نہ سہی۔ بہرحال علم و عمل میں ایک اچھا پختہ مسلمان بنا کر فارغ کریں۔ بعض جگہ تجوید اور قرائت کا اہتمام کیا جاتا ہے جو دین کی کسی ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔

اعلیٰ مذہبی تعلیم گاہوں میں جو کچھ جس ڈھنگ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے وہ آج کے ماحول میں زیادہ محنت چاہتا ہے اور تھوڑا فائدہ دیتا ہے۔ دنیا دار قسم کے لوگوں میں اس کی کوئی قدر نہیں۔ بلکہ ان کے ہاں اس کا حصول دشوار اور بیکار ہے۔ اور ان کا یہ خیال کافی حد تک درست ہے۔ کیونکہ ان کے اندر مشکل انداز سے ایسے مسائل پڑھائے جاتے ہیں جن کی حضرت نوح کے زمانہ سے لے کر آج تک ضرورت پیش نہیں آئی۔ آپ حیران ہوں گے کہ قرآن کا ادب اعلیٰ اور اس کا مضمون آسان ہے مگر ان مدارس میں قرآن کا نمبر نامعلوم اسباب کی بناء پر سب سے اخیر رکھا جاتا ہے۔ اور کہیں کہیں اس کا نمبر کبھی آتا ہی نہیں۔ اور سند مل جاتی ہے۔ زبان کے قواعد اور قانون جو متوسط ذہن کا آدمی چند ماہ میں

ضبط کر لیتا ہے۔ ان کے لئے صرف کی عربی کتابیں۔ کافیہ اور شرح جامی کا کورس رکھا جاتا ہے۔ یعنی جو کام میدان میں رہ کر ہو سکتا ہے وہ پہاڑ پر چڑھ کر کیا جاتا ہے۔ صرف و نحو کے ایسے قواعد جو کبھی استعمال میں نہیں آتے یا جو آگے چل کر آدمی خود سمجھ لیتا ہے وہ بھی رٹائے جاتے ہیں۔ اور مہینوں کا کام سالوں میں کرایا جاتا ہے۔ اس لئے نئے ذہن والوں کے لئے اس خارزار میں قدم رکھنا محال ہے۔

ضرورت ایک ایسے مدرسہ کی ہے جہاں فرقہ پسند جذبات سے آزاد رہ کر قرآن و حدیث آسان طریقہ پر پڑھایا جائے۔ اور اس میں نئے ذہن کے بچے اور جوان آنے سے نہ ڈریں۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ مدرسہ میں دین کی تعلیم آسان ہو اور ساتھ ساتھ دنیا کی تعلیم کا سامان ہو اور طالب علم کو یہ سہولت ہو کہ وہ اس میں کورس ختم کر کے منظور شدہ سکولوں میں امتحان دے سکے۔

یہ کام اس قدر ضروری ہے کہ اس کے لئے اگر فیس دے کر پڑھنے والے طلبہ میسر نہ ہوں تو کرایہ پر بھی ابتدا میں انہیں لانا چاہیئے۔ اور اس طرز پر انہیں

پڑھایا جائے۔ بعض طالب علم صرف قرآن کے طالب
ہوتے ہیں۔ بعض کو انگریزی سکولوں میں داخلہ نہیں
ملتا۔ بعض ان کے مصارف سے عاجز ہوتے ہیں۔
بعض ان کی بُری سوسائٹی سے متنفر ہوتے ہیں۔
اور بعض فرصت کے اوقات میں پڑھنا چاہتے ہیں
ایسے سب لوگ اس مدرسہ کے لئے کارآمد ہیں۔ یہ
مدرسہ ان کی انتظار میں ہے۔

کہنا کیا ہے؟

جب کوئی قوم ہمہ گیر تنزل کی آفت میں گھر جاتی ہے تو
اس کی یقینی موت کا سب سے بڑا عامل اس کے افراد کا مذہبی
اختلاف ہوتا ہے یہ اختلاف حقیقت میں اہل مذہب سے
بڑھ کر اغراض پرستوں کی طرف سے اٹھایا اور پروان چڑھایا
جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اہل مذہب کی کارآمد قوتیں
حقیقی نیکی قائم کرنے اور اصلی بُرائی مٹانے میں صرف ہونے
کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف مذہبی لڑائیاں لڑنے میں
صرف ہونے لگتی ہیں۔ اور بُرائی کے کارپرداز بے کھٹکے بُرائی
کو فروغ دیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے خلاف لڑنے
بلکہ زبان کھولنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

ایسے موقعہ پر ضرورت ہوتی ہے کہ نیکی اور بُرائی کے مشترک
تصوّر کو سامنے لایا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ نیکی جس
کے نیکی ہونے پر تمام اہلِ مذاہب متفق ہوتے ہیں اسے
زندہ کیا جائے اور جو سب کے ہاں بُرائی ہے اسے مٹایا

اور ختم کیا جائے۔

اسی ضرورت کے تحت یہ سلسلہ مضامین جاری کیا گیا تھا۔ یہ مضمون اس سے پہلے "عروج اسلام" میں شائع ہو چکا ہے۔ جو افادہ عام کے لئے اب کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ واللہ الموفق

اصولاً پاک و ہند مسلمانوں کے کل تین فرقے ہیں:۔
اہل سنت۔ اہل حدیث اور اہل تشیع۔ اور اگر اہل حدیث کو اہل سنت میں شامل رکھا جائے تو صرف دو فرقے ہیں۔ اہل سنت اور اہل شیعہ۔ اس لئے کہ اہل حدیث حنفی نہ سہی۔ اہل سنت ضرور ہیں۔ کیونکہ قرآن اور سنت رسول پر عمل کرنا ہی اہل سنت ہونا ہے۔ مگر نگل جانے اور کاٹ پھینکنے کی جو فضا یہاں پر مسلط ہے اس کی وجہ سے ہر فرقہ بلکہ فرقہ کا ہر فرد دوسرے افراد سے مذہبی لڑائی لڑنے میں مصروف ہے۔ اور کیفیت یہ ہے کہ جسے مان بیٹھے اسے اجزا سمیت نگل گئے۔ اسے فرشتہ اور معصوم مان لیا۔ جس سے غلطی کبھی ہو نہیں سکتی اور جسے نہ مانا اسے اجزا سمیت ٹال دیا۔ گویا وہ گوبر اور گندگی ہے۔ انسان نہیں۔

ادھر غلامی کی خصوصیات نے بعض لاحاصل مسائل

پیدا کر کے انہیں ایسا اہم اور نازک بنا ڈالا ہے کہ انہیں زبان پر لانا گویا موت کے منہ آنا ہے۔ اس کی وجہ نہ اسلام ہے اور نہ مسلمان بلکہ وہ عقیدت وارادت کے بت ہیں۔ جنہیں انسانیت کی سطح سے اٹھا کر خدائی کا مقام دے دیا گیا ہے۔ اور پھر ان کی زبان کو لسان وحی مان لیا گیا۔ ان میں سے بعض نے خدمت اسلام کا کام بھی کیا۔ مگر ان کی خدمت اسلام کا یہ صلہ ہرگز نہیں کہ اسلام اپنے خادم کے اشاروں کا پابند ہو کے رہ جاتے اور جہاں ان کا اشارہ نہ ہو وہاں اسلام کا وجود نہ مانا جاتے۔ اس لئے ایسے خادمان اسلام کو نبی یا صحابی کا مرتبہ دینا صحیح نہیں

ان بناوٹی قسم کے بتوں میں سے بعض وہ ہیں جنہیں امام، اوتار اور امام الائمہ مان لیا گیا۔ حالانکہ ان کے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نظر ثانی کا محتاج ہے۔ انہوں نے نبوت محمدی کا انکار کیا۔ ختم نبوت جیسے بے لچک ضابطہ کو اپنی دماغی منطق سے توڑا۔ اور پھر بھی انہیں ماننے والوں کی ان سے عقیدت میں فرق نہ آیا۔ آزاد صاحب کی تفسیر کے کسی ایک مقام سے بھی نہیں دکھایا جاسکتا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننا کسی بگڑی کو بنانا ہے یا آپ کا کوئی ایجابی دین ہے۔ اور اس کے متعدد مقامات

پر موجود ہے کہ آپ کو نبی ماننا ضروری نہیں۔ کعبہ کی کوئی
اہمیت نہیں۔ اور جہاد لازم نہیں۔ اس افضل العبادات
کو اُنہوں نے دفاعی جنگ کا نام دیا۔ انبیاء علیہم السلام کو
کو بانیانِ مذاہب میں شمار کیا۔ جو ظاہر ہے کہ ہر آدمی
ہو سکتا ہے۔ مگر نبی تو صرف خدا کا نمائندہ ہوتا ہے نہ کہ
کسی مذہب کا بانی۔ اس طرح گویا بُت پرستی آتش پرستی
ستارہ پرستی اور گاؤ پرستی سب مذاہب میں اسلام کے
برابر ہیں۔ اور ان کو رواج دینے والے انبیاء کے ہم پلہ
جس کا مطلب ہوا کہ کوئی مسلمان اگر ہندو یا سکھ ہو جائے
تو کوئی غلطی نہیں۔ نانوتوی صاحب کا "تحذیر الناس" اردو
میں ایک کتابچہ ہے جس کا پڑھنا فتوحات کی سے بھی زیادہ
دشوار ہے۔ اس میں اُنہوں نے کھلے بندوں ختم نبوت کا انکار
کیا ہے۔ اس عقیدہ کو رسولِ خدا کی فضیلت کے خلاف ظاہر

ل تفسیر ترجمان القرآن جلد اول ص ۱۸۴ - ۱۸۹ - ۱۹۳ - ۲۰۱ - ۲۰۵ - ۲۰۷ - ۲۵۶ - ۳۲۹ - جلد ۲/۸۲ ۔ ۳ ایضاً جلد اول ص ۱۸۶/۲۷۹

۲ یہ قرآن پر بہت بڑی زیادتی ہے۔ ایک آدمی گھر میں آرام سے سو رہا ہے۔ اس پر ایک دشمن اگر حملہ کرتا ہے وہ اُٹھ کر اپنے چہرے کو مضبوط کر کے دشمن کے حملہ کو ناکام بنا دیتا ہے اور پھر آ کر سو رہتا ہے۔ سوچئے! یہ جو اس نے اپنی حفاظت کیلئے جنبش کی اس سے اسلام اور قوم کو کیا فائدہ پہنچا کہ اسے ان نصائص کا مستحق ٹھہرایا جائے جو قرآن و حدیث میں مجاہد کے لئے موجود ہیں۔ جہاد ہمیشگی فرض ہے۔ اور دفاعی جنگ گھر پر حملہ کے وقت پیش آتی ہے

دماغی جنگ پر جاندار لڑا جاتا ہے۔ اس کے لئے نہ حکم دینے کی حاجت ہوتی نہ تربیت کی۔

کیا اور صاف صاف اعلان کیا کہ اگر میں ایسا ماننے سے کافر
ہو جاؤں تو پروا نہیں۔ بلکہ تمام جن و انسانوں کو میرے کفر کی
شہادت دینی چاہیئے۔ اُنہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک
روایت بیان کی ہے کہ "دوسری چھ زمینوں کے بھی اسی طرح
نبی ہوتے ہیں اور ان کا بھی تمہارے جیسا نبی ہے"۔ اس
روایت سے انہیں ختم نبوت کے انکار کی سوجھی۔ حالانکہ
یہ ختم نبوت کی مزید تائید کرتی ہے۔ پھر جس پیغمبر کے
تشریف لانے پر انبیاء کی ضرورت ختم ہوتی ہے اس کی
اس پوزیشن میں نانوتوی صاحب کو کوئی فضیلت دکھائی نہیں
دی۔ سورج اگر بنیوں اور چراغوں کی ضرورت باقی چھوڑتا
تو فضیلت والا ہوتا۔ سچ ہے۔ القیاس لایعارض النص

اس طرح کی شخصیتوں نے اپنی آرا کو جس رنگ میں پیش
کیا ہے وہ ان کے عقیدت مندوں کے ہاں اب متاعِ
ایمان ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایسے مسائل پر توجہات صرف
ہونے لگی ہیں جن کی دنیا و آخرت میں ضرورت نہیں بلکہ
اُلٹا نقصان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی اصلیت

ل مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اسلامی حکومت قائم کرنا فرض نہیں ہے کوئی فرض نہیں۔ دلیل یہ کہ حکومت انبیاء نے قائم نہیں کی" مگر یہ تو اس کے فرض نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ نتیجہ تو اس بات کا ہونا چاہیئے کہ کسی ایک آدھ نبی نے اس کیلئے کوشش نہیں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ سوائے نکما رہنے اور نکما بنانے کے اس مسئلہ کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے پردہ اُٹھاکر واضح کیا جائے کہ جن مسائل کے متعلق کچھ سوچنے سے اوسان خطا ہونے لگتے ہیں اور غشی آنے لگتی ہے وہ بے حقیقت ہیں۔ خدا اور رسولؐ کے فیصلہ کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

سینوں میں ان بتوں کی موجودگی کا احساس اس کتاب کی طبع ثانی پر بڑھ گیا۔ اس کا دیکھنا تھا کہ تھانوی صاحب کے معتقدین نے راقم کو نہ صرف مدرسہ کی معلمی سے جواب دے دیا بلکہ مسجد کے داخلہ کی اور اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی بھی ممانعت کردی۔ پھر جہاں آبادی میں رہنے لگا وہاں سے دھکے دے کر نکلوایا گیا۔ اور یہ کارروائی بابو اور مُلّا عناصر نے مل کر انجام دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت تھانوی کی بھی گستاخی کر ڈالی ہے۔ یہ کسی نے نہیں پُوچھا کہ جو کچھ اس نے تھانوی صاحب کے متعلق لکھا ہے وہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

قرآن میں ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء و مشائخ کو خدا بنا لیا تھا۔ حدیث میں اس کا مطلب یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ خدا کی کتاب کو چھوڑ کر ان کے

بقیہ حاشیہ صلا۔ محرک اور کیا ہوا۔ کیا جہاد کا حکم لادینی حکومت کی فرضیت کی کافی دلیل نہیں؟ اہل کتاب اپنی عیش پرستیوں کو انبیاء کی طرف منسوب کرتے تھے

اس دلیل سے تو لازم آتا ہے کہ جان کی حفاظت بھی ضروری نہ ہو کیونکہ کئی انبیاء دشمنوں سے اپنی جان بھی نہیں بچا سکے۔

پیچھے چلتے تھے۔ اُنہیں کے حلال کو حلال اور انہیں کے حرام کو حرام جانتے تھے۔ یہی ان کا انہیں خُدا ماننا تھا۔ ٹھیک یہی حالت اب مسلمانوں کی ہے۔ قرآن کی ہدایت ہے کہ جہاں ایک طرف مسلمان ہوں اور دوسری طرف کفار۔ یا مسلمانوں اور کفّار کے درمیان جنگ ہو۔ تو مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیئے۔ ہندوستان کے جن علماء نے مسلمانوں کو چھوڑ کر ہندو کانگریس کا ساتھ دیا تھا۔ اُنہوں نے قرآن عقل قومی اصول اور عملی نتائج کے اعتبار سے غلطی کی تھی۔ مگر چونکہ ان کے ناموں کے ساتھ حضرت اور شیخ جیسے الفاظ لگ چکے تھے اس لئے آج تک اُن کی شان میں قصیدے پڑھے جا رہے ہیں۔ انہیں ماننے والے اب بھی ان کے احساس و شعور کا ماتم کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ وہ واصل باللہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسٹر گاندھی اور ایک حضرت مدنی[۱]۔ اوہام پرست اگر اپنے پیر کو زنا اور اغوا کرتے دیکھیں تو بھی یہ اس کی کرامت میں شمار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ایک دینی فرض اور قومی خدمت میں بھی اسوقت تک حصّہ نہیں لیتے جب تک کہ ان کے رہبر اسے فرض نہ بنائیں۔ ایسا ذہن شرک سے بھی[۲] بدتر ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ در اصل ذہنوں اور دلوں کی اسی روگ کو مٹانا مقصود ہے اور یہی بہت سے فتنوں کی جڑ ہے۔

[۱] سبحان اللہ کیسی اعلیٰ تشبیہ ہے [۲] کہتے ہیں ایک شخص

اِسلام یا میدانِ جنگ؟

مسلمان فرقوں کے ہاتھوں اس وقت اسلام کی پوزیشن میدان جنگ کی سی ہے - اور قدرتی بات ہے کہ فریقہائے جنگ سے میدانِ جنگ کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے - اس بات کی صداقت کا اندازہ آج کے اختلافی مسائل سے کیا جا سکتا ہے - سب کو معلوم ہے کہ دیوبندی اور بریلوی قریب قریب وہ سب کام کرتے ہیں جن کا الزام وہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں - ظاہر پرستی کی حد یہ ہے کہ اہلحدیث کو اس وقت تک نماز اور جماعت میں چین نہیں آتا جب تک کہ مسجد کے دروازے پر اہل حدیث کا بورڈ نہ ہو - اہل شیعہ کہتے ہیں کہ اگر قادیانی پیٹائی (ماتم) میں ہمارا ساتھ دیں

— اجمیر شریف سے ہو کر آیا تھا - لوگوں نے اس سے وہاں کے شرک بدعت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ وہاں بالکل شرک نہیں ہوتا انہوں نے پوچھا پھر کیا ہوتا ہے - اس نے کہا کہ خواجہ صاحب کی عبادت ہوتی ہے -

تو وہ اور ہم بھائی بھائی - موحدین (غلام خانی گروہ) جن کا مسئلہ علم غیب اوڑھنا بچھونا ہے - ان کی ام الکتاب میں لکھا ہے کہ غیب کا علم خدا بھی نہیں جانتا - وہ صرف موجود چیزوں کا حال جانتا ہے - یہ صریح معتزلی عقیدہ ہے - مگر اس پر بھی علم غیب کا ہنگامہ برپا رکھا جاتا ہے - ایک نظر ان کے مسائل کا خلاصہ دیکھیئے!

دیوبندیوں نے کہا: بریلیوں کا عقیدہ مشرکہ اور ان کا عمل بدعت ہے - موحدین نے کہا: وہ واجب القتل ہیں - بریلویوں نے کہا: دیوبندیوں کی کتابوں میں کلماتِ کفر پائے جاتے ہیں - اس لئے وہ کافر ہیں - خواہ وہ نماز روزہ کرتے رہیں - ان کے کفر میں شک لانا بھی کفر ہے - اہل حدیث نے کہا: یہ دونوں فریق مقلد اور مشرک ہیں - چونکہ ان سب کا استدلال اسلام سے ہوتا ہے - اس لئے اسلام ان کی کھینچا تانی سے نالاں ہے - پھر آپ سوچ سکتے ہیں کہ جس فوج کے سپاہی فوجیوں کو اپنی فوج سے نکالنے والے ہوں - اس کی قوت سے اپنوں کے دل دہلیں تو دہلیں - دشمنوں کے کبھی نہیں دہل سکتے -

---

سلہ بلغتہ الحیران مصنفہ مولوی حسین علی صاحب صہ ۱۵۷

سلہ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئٍ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئٍ وہم یتلون الکتاب -

عناد کیوں؟ حنفی، مالکی، شافعی وغیرہ فقہیں دُوسری
صدی ہجری سے ہی شروع ہوگئی تھیں۔ ان کے درمیان
اکثر و بیشتر مسائل میں نظری اختلافات تھے۔ اسی دوران
معتزلہ و متکلمین اور فقہاء کے اختلافات قائم ہوئے جو نظری
سے بڑھ کر اصولی اور اعتقادی تھے۔ مگر انہیں پیش کرنے
والے ہمیشہ اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے سے پہلے مخالف
کی بات اور اس کی دلیل سامنے لاتے۔ اور پھر دلیل
کے ساتھ اسے رَد کرتے۔ اب روشنی کا دور ہے۔ اس
لمبی محنت میں نہیں پڑا جاتا۔ بس مخالف پر بھرے
بازار میں فتوائے کفر کی مشین گن سے حملہ کیا جاتا ہے
اور اس طرح گیہوں کے ساتھ یا گیہوں کی بجائے گھن
پستا ہے۔ مخالف کی بات کا تاریک پہلو ہی سامنے
آتا ہے۔ نہ فریقین کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ ان
کے صالح فکر سے سوسائٹی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ذہن
پریشان اور دل اسلام سے بیزار ہوتے ہیں۔ اگرچہ
سب جانتے ہیں کہ دُنیا میں خون ناحق کے مجرم کو
بھی جرم کے موقعہ و محل سے بے خبر رہ کر سزا نہیں دی
اور نہ ہر آدمی اُسے سزا دینے کا مجاز ہوتا ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم کب ہے کہ
ایک آدمی کے خلاف آپ کفر کا فتوےٰ دیدیں اور اس کی بات سے بھی

لوگوں کو واقف نہ کریں۔

دیوبندی فتوی: ۔ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔
اس کے آگے دو زانو بیٹھنا۔ شرک ہے۔ ایسے عقائد
کے ساتھ نماز اور قرآن کا کچھ ثواب نہیں۔ بلکہ قرآن
اور نماز ایسے آدمی پر لعنت کرتے ہیں۔ اگر وہ مرجائے
تو اس کے لئے نماز جنازہ اور صدقہ نہیں کرنا چاہیئے۔
دعا نہیں کرنی چاہیئے۔ غیر اللہ سے مدد چاہنے والے
پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں[۳]۔ بدعت کرانے
والے مشرک ہیں۔ شیطان ہیں۔ ان کا عمل شرک[۴]
ہے۔ نیز ... موحدین نے کہا بریلوی واجب القتل[۵]
ہیں۔

قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ بریلوی مشرک یا
واجب القتل ہیں۔ بریلوی حضرات کے جن اعمال
پر گرفت کی گئی ہے۔ وہ زیادہ نذر و نیاز چڑھاوے
اور غیر اللہ کی سدا پکار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ختم
گیارھویں اور تیسرے روز کا ختم بھی اسی ذیل میں
آتے ہیں۔ ان اعمال کو شرک کے اعمال کہتے ہیں

[۳] جواہر القرآن مولوی غلام خان صفحہ $\frac{۱۲۹}{۱۳۱}$ [۴] ایضاً صفحہ ۴۰
[۵] فتاویٰ رشیدیہ $\frac{۱}{۴}$ [۶] سماعی ہے حالات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے

حقیقت کم اور مغالطہ زیادہ ہے یا شرک کی اہمیت
نگاہوں سے اوجھل ہے۔

خدا و رسولؐ اور اہل مذاہب کا قطعی فیصلہ موجود ہے
کہ جان بوجھ کر (نہ نیند سے اور نہ بے ہوشی سے) نماز
چھوڑ دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ آگے دوسروں کے
ہاں وہ واجب القتل ہے۔ امام ابوحنیفہ اسے دائمی
قید کا مستحق بتاتے ہیں۔ بخلاف اس کے نذر و نیاز
اور چڑھاوے کے متعلق ایسا کوئی فیصلہ موجود نہیں
پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ موحدین نے بے نمازوں بے
روزوں اور تارکان حج اور زکات کے خلاف ایسا فتویٰ
کبھی نہیں دیا۔ سودی کاروبار کو قرآن میں اللہ اور
رسولؐ کے خلاف جنگ کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور
حدیث میں ہے کہ سود کا گناہ ستر حصے ہے۔ جن
میں سے ادنیٰ حصہ ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر
ہے۔ اس کے باوجود حضرت تھانوی کا ارشاد ہے
کہ سودی قرضہ لینا حرام ہے۔ مگر آگے اس قرضہ سے
کاروبار کرنا جائز[1] ہے۔ اس طرح سود کسی حق میں بھی
حرام نہیں رہتا کیونکہ جو بھی لیتا ہے۔ کسی ضرورت

[1] سماعی ہے۔ ان کے کتابی سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

کو پورا کرنے کے لئے ہی لیتا ہے اور کاروبار کرتا ہے۔
ہم تو پوچھتے ہیں کہ یہ بے ضرر قسم کا تفقہ نذر و نیاز
جیسے مسائل کے لئے کیوں کام میں نہیں لایا جاتا۔
ان کاموں کو بھی اگر حلال نہیں تو گناہ کہہ دیا جائے
اور بغیر اللہ کو بھی ناجائز کہنے پر اکتفا کیا جائے اور
جو لوگ اس سے اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ وہ اس
رعایت کے مستحق کیوں نہیں جو سود خواروں کے
حق میں روا رکھی جاتی ہے۔ اور وہ کونسا کام ہے
جو بریلوی کرتے ہیں اور دیوبندی نہیں کرتے۔ پھر
سود اور رشوت جیسے کاموں کو عبادت سے بے تعلق
رکھ کر ان میں آزادی برتی جاتی ہے۔ حالانکہ شیطان
کی جس عبادت کا خدا نے منع فرمایا ہے وہ یہی
برے کام ہی تو ہیں ورنہ اسے سجدہ کرنے کا رواج
تو کسی زمانہ میں نہیں ہوا۔ سود کھانے والا شیطان
کی عبادت کرتا ہے۔ جو سب سے بڑا شرک ہے۔
اس کے علاوہ قرآن میں غیر اللہ کی عبادت کی طرح
غیر اللہ کی اطاعت کو بھی شرک فرمایا گیا ہے۔
لہذا سود ہو یا کوئی اور گناہ اس میں آدمی اللہ کی
اطاعت سے ہٹ کر جب دوسروں کی اطاعت کرتا

ہے۔ تو وہ شرک میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس طرح جان
بوجھ کر آدمی جو بھی گناہ کرے۔ وہ شرک میں داخل ہے
البتہ جو برائی اس نے غفلت یا جہالت کی بنا پر کی
ہو وہ شرک نہیں۔

موحدین جس بنا پر بریلویوں کو واجب القتل کہتے
ہیں وہ غیب کُلّی کا مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں کہ علم
غیب یا علمِ کُل خدا تعالٰے کی صفت ہے۔ جس میں
کسی اور کو اس کے برابر یا شریک ٹھہرانا کفر۔ اور
شرک ہے۔ اور خدا تعالٰے شرک کو کبھی معاف نہیں
فرمائیگا۔ باقی سب گناہ معاف کردے گا۔ (یہ نہیں
کہتے کہ اس کی مرضی ہوئی تو معاف کرے گا) اس کا
نتیجہ یہ ہے کہ ان کا خیال ماننے والے علم غیب کا
مسئلہ مان کر شرک سے بچ جاتے ہیں۔ اور پھر وہ
ایسے بڑے بڑے کبیرہ گناہ دل کھول کر کرتے ہیں۔
جو بریلوی بھی نہیں کرتے۔ اور نہ کوئی اور کرتا ہے۔
ان کے نزدیک شیطانی قانون میں طاغوتی عدالتوں سے
مقدمات کے فیصلے کرانا کوئی شرک نہیں۔ حالانکہ قرآن
میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدا کی ہدایت اور
قانون کے بغیر فیصلے کرنے والے کافر اور کرانے والے

منافق ہیں۔ اس اعتبار سے یہ ان کی طرف سے تین طرح
کی زیادتی ہے۔ ایک یہ کہ وہ خدا کی مجملہ صفات
میں سے صرف اس کی صفتِ علم کو لیتے ہیں۔ دوسری
صفات کو جانتے تک نہیں۔ دوسری یہ کہ شرک کی
بیشمار اقسام سے صرف ایک شرک کو لیتے ہیں۔
دوسری مشرکانہ باتوں کو پوچھتے نہیں۔ تیسری یہ
کہ جس ایک پہلو کو لیتے ہیں۔ اس میں ناحق غلو
کرتے ہیں۔ آخر قرآن یا حدیث میں یہ کہاں ہے کہ
ایک آدمی جب کسی دوسرے کو مشرک سمجھ بیٹھے
تو بس وہ واجب القتل ہوجاتا ہے۔

جزئی مسائل میں دیوبندی اور بریلوی اندھے مقلد
ہیں مگر فقہا و آئمہ کی تقلید۔ ان کے مفروضات کے
آڑے نہیں آتی۔ کُلّی اور جزئی کا مسئلہ نہ قرآن میں
موجود ہے نہ حدیث اور فقہ میں مگر یہ ان کے ہاں
ایمان کا سب سے بڑا رُکن اور اسلام کا بنیادی
عقیدہ ہے جس سے اِدھر اُدھر سرکنا ایمان سے نکلنا
ہے۔ حالانکہ عقائد کا شرک خدا کے سوا کسی اور کے
علم میں نہیں آتا ہے۔ اعمال اگر کسی کے مشرکانہ
ہوں تو اسے کافر گردانا معتزلہ و خوارج کا مذہب

ہے نہ کہ اہل سنت کا۔ اور حقیقی شرک کرنے پر بھی
آدمی کو جہالت کا عُذر تو دیا جانا چاہیئے۔ ایک بے علم
آدمی اگر شرک کا عمل کرتا ہے تو شرعاً وہ مشرک
نہیں ہوجاتا۔ اس کے علاوہ قُرآن میں دو طرح کے
شرک کی نشاندہی کی گئی ہے ایک مشرکین عرب کا
شرک دوسرا اہل کتاب کا شرک اور دونوں طرح
کے مشرکوں کو ایک لاٹھی سے ہانکنا کسی طرح بھی
صحیح نہیں۔ اہل کتاب سے شادیاں کرنے کی اجازت
ہے۔ اور نماز میں انھیں اپنے ساتھ بلانے کا حکم فرمایا
گیا ہے۔ کُلی جزئی کو نہ ماننے اور نہ سمجھنے والے
اہل کتاب سے بدرجہا اچھے ہیں اور انہیں مطلقاً مشرک
کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

نادان دوستی :- ایک آدمی دن رات شرک میں
مُبتلا ہے۔ اس کے ساتھ نماز بھی ادا کرتا ہے۔ اور
قرآن پڑھتا ہے۔ اسے کہنا کہ یہ نماز اور قرآن تجھے
لعنت کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والے کو کچھ نہیں کہتے
سوچئے! "یہ حب علیؓ سے بڑھ کر بغض معاویہؓ" نہیں
تو اور کیا ہے۔ جس آدمی کے دل میں شرک سے
حقیقی نفرت موجود ہو۔ وہ تو اسے زیادہ لمبی لمبی نمازیں

اور قرآن پڑھنے کا مشورہ دیگا نہ کہ نماز چھوڑنے کا۔
اس لئے کہ جتنا وقت وہ نماز میں رہے گا شرک سے
بچیگا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ امام ابن تیمیہ تاتاریوں
کو شراب پینے سے منع نہیں کرتے تھے کہ جتنا وقت
یہ شراب میں لگے رہے مسلمانوں کے قتل سے بچینگے
مگر یہاں فتوی کا انداز پولیس والوں کا سا ہے۔ وہ
جب ایک ملزم کو ڈانٹتے ہیں تو گویا احساس دلاتے
ہیں کہ وہ زیادہ جُرم کرکے کیوں نہیں آیا۔ اسی
طرح ایک مالدار آدمی جو زکاۃ نہیں دیتا اور سُود
لیتا ہے۔ رشوتیں کھاتا ہے۔ اس کے ساتھ گیارھویں
کا ختم اور بزرگوں کے نام نذریں مان کر غریبوں کو
دیتا ہے۔ اسے یہ مسئلہ بتانا کہ اس کا دینا اور دوسروں
کا لینا حرام ہے۔ نہ تو ایسے مسئلہ سے اسلام اور
غریبوں کا فائدہ ہو سکتا ہے اور نہ حرام خوروں کا
نقصان۔ نذر لغیر اللہ اور ذبح بغیر اللہ اگر حرام ہے
تو کرنے والے پر نہ کہ غریبوں اور محتاجوں پر۔ سُود
کا روپیہ حرام ہے تو سود خوار پر نہ اس کی مزدوری
کرنے والوں اور اس کے ہاتھ جنس فروخت کرنے
والوں پر۔

یہ بات کہ اِس بارہ میں اختلاف زبان تک ہے۔ ورنہ عملاً دونوں فریق کی پوزیشن برابر ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بریلوی اپنے جملہ مشاغل کی سند روایات سے اور دیوبندیوں کے قول و عمل سے پہنچاتے ہیں۔ عملیات۔ گنڈے تعویذ۔ نقوش۔ اشغال۔ مراقبے اور تصوّر شیخ جیسے اعمال سے تھانوی صاحب کی کتابیں مالا مال ہیں۔ اوہام پرستی میں تو یہ لوگ بریلویوں سے کچھ قدم آگے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ جو اَب مرحوم ہو گئے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی جو کچھ بھی کہتے ہیں خُدا سے پُوچھ کر کہتے ہیں۔ اپنے ہفتہ وار اخبار میں وہ اس طرح کے قصّے لاتے تھے۔ مثلاً ایک صاحبِ دل بازار کے کونے پر پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر بیٹھتے تھے اور کہتے تھے مجھے بازار میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ کوئی کتّا ہے۔ کوئی خنزیر اور کوئی بھیڑیا اور بندر اُنہوں نے لکھا تھا کہ ایک بے گناہ دُعا مانگتا تھا یا اللہ حق کریو۔ اور ایک قاتل دُعا مانگتا تھا۔ یا اللہ رحم کر۔ نتیجہ میں قاتل بری ہو گیا اور بے گناہ کو پھانسی کی سزا ہوئی۔ ایک بزرگ کو کشف میں ان کا حال معلوم ہوا۔ اُنہوں نے خُدا سے عرض کیا کہ یا اللہ یہ

کیا بھید ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ قاتل آدمی نے رحم کی دُعا کی۔ اس پر رحم کیا گیا۔ بے گناہ نے حق و انصاف چاہا۔ اس کے ساتھ یہی ہوا۔ ایک دفعہ اس نے چیونٹی کو (مارا نہیں) بلکہ ایک تنکے پر اُٹھا کر ننگا پانی کے نالہ میں گاڑ دیا تھا۔ اس لئے اسے پھانسی دی گئی۔ اور یہ کہ اُنہیں کشف کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ وہاں دفن نہیں جہاں اُن کا روضہ ہے۔ قرآن کے ساتھ ان کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ فرماتے تھے مسلمانوں کے لئے قرآن کے چھٹے پارے کی آیت کا چھوٹا حصّہ کافی ہے۔ یعنی اَوفُوا بِالعُقُود۔

نانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ علم میں نہ سہی۔ عمل میں بعض اوقات ایک اُمتی نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی سے ان کے ایک مُرید نے بیان کیا کہ میں خواب میں کلمہ صحیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر ہر بار زبان پر محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ آتا ہے۔ اُنہوں نے

[1] ہفت روزہ "خدام الدین"۔ [2] تحذیر الناس صـ

تعبیر بتائی کہ تمہارا مُرشد سنت کا پیرو[۱] ہے۔ گنگوہی صاحب نے فرمایا تھا۔ خدا کی قسم ہے۔ اس زمانہ میں میری پیروی کے بغیر ہدایت ممکن ہی نہیں[۲]۔ مولوی حسین علی صاحب کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے گرتے دکھائی دیئے۔ اور انہوں نے آپؐ کو گرنے سے بچایا[۳]۔ سوچیئے! اس طرح کی باتوں کا جب خود ان کے ہاں چلن ہے تو انہیں دوسروں کے خلاف شرک وغیرہ کے فتووں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

بریلویوں کا فتویٰ:۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے نزدیک وہابی خارجی دوزخ کے کتے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے زیادہ اسلام کے حق میں مضر[۱]۔ نام کے مسلمان اور بڑے کافر ہیں۔ دین اسلام سے خارج۔ ان پر ہزاروں وجہ سے کفر لازم۔ فقہاء کی تصریحات ان کے صریح کفر پر حاکم[۵] ہیں۔ کتاب جو اس موضوع پر ہے۔ اس کے اٹھارہ صفحات

---

۱ رسالہ الامداد صفر ۱۳۲۶ھ ص۳۵۔ ۲ تذکرہ رشیدیہ ۲/۱۷
۳ مبشرات ص۸۔ ۴ دولت مکیہ ص۳۱
۵ سل السیوف ص۲۷

---

۱ اسلام کے حق میں بت پرست دہریہ سے اچھا ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت یہ کہتے ہیں

پر کا فرمرتد اور بے دین کے الفاظ کو دوہرایا[۱] گیا ہے۔ ان کے وجوہات کفر کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ شاہ اسماعیل شہید پر ستر[۲] وجہ سے کفر لازم کیا گیا جن میں سے امکان کذب ہے۔ اختیار غیب۔ چوہڑے اور چمیار کے الفاظ کا استعمال۔ تصور شیخ کا گدھے کے خیال کے برابر ہونا۔ امکان مثل نبی آخرالزمان[۳] وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ رشید احمد صاحب گنگوہی پر امکان کذب کے باعث اکثر وجہ سے کفر لازم[۴] کیا گیا۔ اور اس لئے کہ انہوں نے شیطان کو رسولِ خدا سے زیادہ[۵] عالم ٹھہرایا

۳۔ امیر احسن و امیر احمد سہسوانی اور مولانا نذیر حسین دہلوی کو انکار ختم نبوت میں کافر قرار[۶] دیا گیا۔

۴۔ مولانا اشرف علی تھانوی کو اس الزام میں کہ انہوں نے رسول خدا کے علم کو چارپاؤں کے علم کے برابر[۷] بتایا۔

۵۔ وہابیوں کے پیچھے اور یہود و نصرانیوں اور ہندوؤں کے پیچھے نماز برابر[۸] ہے۔

---

۱ حسام الحرمین ص۷۸ تا ۹۶، ۲ کوکب شہابیہ، ۳ کوکب شہابیہ ص۱۳۔
۴ سل السیوف ص۲۶ کوکب شہابیہ ص۱۰، ۵ حسام الحرمین ص۱۱۳
۶ ایضاً ص۱۱، ۷ الضاً، ۸ فتاویٰ رضویہ ۲۴۲-۲۴۰